جہیز کارواج وقانون

علامہ سید افتخار حسین نقوی نجفی

علامہ سید افتخار حسین نقوی نجفی کا شار عصر حاضر کے فقہ جعفری امامی کے مقتدر علماء میں ہوتا ہے، وہ متعدد کتب کے مصنف ہیں اور فقہی معاملات پر ان کی خاص نظر ہے زیر نظر مضمون ان کی کتاب قانونِ مناکحات سے ماخوذ ہے۔اس میں جہیز کے حوالہ سے مختلف نقطہ ہائے نظر اور فقہ جعفری کا خاص نقطہ نظر قابل مطالعہ ہے۔علامہ صاحب متعدد بین الاقوامی فورمز پر نمائیندگی کرتے ہیں اور اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بھی ہیں۔

(مجلس ادارت)

جہیز کی تعریف

۱۔لغوی تعریف:لفظ''جہیز،،کوعربی میں''جھاز،،(جیم کے فتحہ وکسرہ کے ساتھ) کہتے ہیں،جس کا معنی ''ابتدائی ضروری سامان،،ہے،جومختلف موارد میں میت کے کفن ودفن کے سامان،دلہن کے لیے ضروریات زندگی کے سامان (جسے''جھاز العروس،،کہتے ہیں)سفر کے ضروری سامان نیزاسی طرح جنگی لشکرکوسامان حرب سے آراستہ کرنے وغیرہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔[1]

جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے:**فلما جهزهم بجهازهم جعل السقاية فی رحل اخيه ثم اذن مؤذن ايتها العير انكم لسارقون ،،** [2]۔

ترجمہ:پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کا سامان سفر تیار کرلیاتوان کے سامان میں (اپنامخصوص) پیالہ رکھ دیا،پھر منادی نے آواز لگائی:اے قافلہ والو!تم یقیناً چور ہو۔

۲۔اصطلاحی تعریف:ضروریات زندگی کاوہ سامان جوزوجین کی مالی حیثیت اورزمان ومکان کالحاظ رکھتے ہوئے،دلہن کواس کے شوہر،والدین اورعزیزواقارب کی طرف سے بطورہدیہ دیاجاتاہے،اسے ''جہیز،،کہتے ہیں۔[3]

۳۔قانونی تعریف:جہیز کے لیے قانونی کتابوں میں کوئی خاص عنوان نہیں ہے لیکن اس سے مرادوہ

گھر کا سامان اور لباس وغیرہ ہیں جو شادی کے موقع پر دلہن اپنے ساتھ شوہر کے گھر لاتی ہے۔[۲]
وضاحت: جہیز کی رسم زمانہ قدیم سے چلی آ رہی ہے۔ ہر ملک اور ہر علاقے میں جہیز مختلف سورتوں میں دیا جاتا ہے، جو عام طور پر زیورات، کپڑوں، نقدی اور روزانہ استعمال کے اشیاء پر مشتمل ہوتا ہے۔ برصغیر پاک وہند کے بعض مسلم معاشروں میں کثرت جہیز کا رواج، ہندوانہ رسم ورواج کے اثرات کی وجہ سے داخل ہوا ہے۔

ہندو تو لڑکی کو زیادہ سے زیادہ جہیز اس لیے دیتے ہیں کیونکہ ان کے ہاں بیٹی کو وراثت میں کوئی حق نہیں دیا جاتا، لہذا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کی بیٹی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان سے رخصت ہو جائے گی اور اس کا باقی مال میں کوئی حصہ نہ ہوگا، بدیں وجہ وہ جہیز کی شکل میں اس کا حصہ ایک ہی دفعہ دے دیتے ہیں، جبکہ اسلام نے بیٹے اور بیٹی دونوں کو وراثت میں حقدار قرار دیا ہے۔

اگرچہ شریعت اسلام کی رو سے جہیز کی ذمہ داری خاوند پر عائد ہوتی ہے، لیکن لڑکی کے والدین اور عزیز واقارب اپنی مالی استطاعت کے پیش نظر، مقتضائے زمان اور مکان کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض چیزیں جہیز کے عنوان سے فراہم کرتے ہیں جو درحقیقت سنت رسول ﷺ ہے۔ رسول خدا ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو جو جہیز عطا فرمایا، امت کے لیے یہ چیز اسوہ حسنہ ہے۔ حضرت سیدہ زہراء سلام اللہ علیہا ملیکۃ العرب جناب سیدہ خدیجۃ الکبری علیہا السلام کی اکلوتی بیٹی تھیں، اہل عرب اور اہل قریش کے ضرورتمندوں نے اپنی بھوک اور افلاس کو جناب خدیجہ علیہا السلام کے مال کی بدولت ختم کیا، اگر رسول اللہ خدا ﷺ چاہتے تو جناب خدیجہ علیہا السلام سے فرما سکتے تھے کہ کچھ مال اپنی بیٹی کے لیے مخصوص کردیں، جو انہیں شادی کے وقت دیا جا سکے، لیکن آپ ﷺ نے امت کی حالت بہتر بنانے کے لیے سارا مال امت پر ہی صرف کردیا۔

رسم جہیز کا تاریخی پس منظر اور شرعی حیثیت

تاریخی اعتبار سے جہیز کی رسم، زمانہ قدیم سے مختلف اقوام وملل میں موجود تھی کہ جب کبھی کوئی اپنی بچی کی شادی کرتا تھا تو اس کو باپ کے گھر سے رخصت کرنے اور شوہر کے گھر کا فرد شمار ہونے کی وجہ سے، ضروریات زندگی کا سامان بطور ہدیہ فراہم کیا جاتا تھا، تو گویا اسے یہ سامان جہیز کے عنوان سے دینا، باپ کی جائیداد سے اس کا حصہ دینا شمار ہوتا تھا، یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں بھی یہ رسم موجود تھی

کہ جب باپ کی جائداد سے لڑکی کو جہیز دیا جاتا، تو بعد میں اسے باپ کی جائداد سے کوئی چیز نہیں ملتی تھی ۵۔

قبل از اسلام بھی جہیز کا رسم ورواج موجود تھا، جب بھی کوئی شخص اپنی بچی کی شادی کرتا تھا تو وہ وقت کے مطابق ضروریات زندگی کا سامان اس کے ساتھ دیتا تھا اور یہ جہیز کا سامان لڑکی (دلہن) ہی کی ملکیت سمجھا تھا اور اسے اس میں تصرف کا مکمل اختیار ہوتا تھا، کیونکہ جہیز کا سامان وہ اپنے ہمراہ لاتی تھی اور گویا وہ اس کے باپ کی جائیداد کا حصہ ہوتا تھا، بعد از اسلام بھی جہیز کی رسم بہت سے دیگر مباح رسم ورواج کی مانند برقرار رہی، لیکن پیغمبر اکرم ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی شادی کے موقع پر ایک ایسا عملی نمونہ پیش کیا، جو تمام اہل اسلام کے لیے قابل اتباع و پیروی ہے، آپ ﷺ نے حضرت علی علیہ السلام سے زرہ فروخت کرنے کا فرمایا اور زرہ کی قیمت سے اس زمانہ کے مطابق ضروریات زندگی کا سامان جہیز کے عنوان سے مہیا فرمایا۔

مستند حدیث نبوی ﷺ

"عن یعقوب بن شعیب عن ابی عبدالله علیه السلام قال: لما زوج رسول الله ﷺ فاطمة سلام الله علیها دخل علیها وهی تبکی فقال لها: مایبکیک؟ فوالله لو کان فی اهل بیتی خیر منه زوجتک وما انا زوجتک ولکن الله زوجک واصدق عنک الخمس مادامت السماوات والارض، قال علی علیه السلام: قال رسول الله ﷺ: قم فبع الدرع، فقمت فبعته واخذت الثمن ودخلت علی رسول الله ﷺ فسکبت الدراهم فی حجره فلم یسالنی کم هی ولا انا اخبرته ثم قبض قبضة ودعا بلالا فاعطاه فقال: ابتع لفاطمة سلام الله علیها طیبا ثم قبض رسول الله ﷺ من الدراهم بکلتا یدیه فاعطاه ابابکر وقال: ابتع لفاطمة سلام الله علیها مایصلحها من ثیاب واثاث البیت واردفه بعمار بن یاسر وبعدة من اصحابه. فحضروا السوق فکانوا یعترضون الشئی مما یصلح فلا یشترونه حتی یعرضوه علی ابی بکر فان استصلحه اشتروه، فکان مما اشتروه: قمیص بسبعة دراهم وخمار باربعة دراهم وقطیفة سوداء خیبریة وسریر مزمل بشرط وفراشین من خیش

☆انفاء ل ولا تقنط ولا تیاس واحسن الظن بربك وانتظر منه کل خیر وجمیل. ☆

مصر حشوا احدهما ليف وحشوا الاخر من جز الغنم واربع مرافق من ادم الطائف حشوها اذخر وستر من صوف وحصير هجري ورحى لليد ومخضب من نحاس وسقاء من ادم وقعب للبن وشن للماء ومطهرة مزفتة وجرة خضراء وكيزان خزف، حتى اذا استكمل الشراء حمل ابوبكر بعض المتاع وحمل اصحاب رسول الله ﷺ الذين كانوا معه الباقي فلما عرض المتاع على رسول الله ﷺ جعل يقلبه بيده ويقول: بارک الله لاهل البيت،، ۶۔

ترجمہ: جناب یعقوب بن شعیبؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علی السلام نے فرمایا: جب حضرت رسول اکرم ﷺ نے حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس تشریف لائے، دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں تب آنحضرت ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: تمہیں کس چیز نے رلایا ہے؟ خدا کی قسم! اگر میرے خاندان میں اس (علیؑ) سے افضل کوئی اور ہوتا، تو میں تمہاری شادی اس سے کر دیتا اور میں نے علیؑ کے ساتھ تمہاری شادی نہیں کی، بلکہ خداوند عالم نے تمہاری شادی ان کے ساتھ کی ہے اور تمہارا حق مہر دنیا کا پانچواں حصہ قرار دیا ہے جب تک آسمان اور زمین باقی ہیں۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اٹھو اور اس زرہ کو فروخت کرو پس میں اٹھا اور زرہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر دی (یعنی ان کے دامن میں رکھ دی) نہ تو آنحضرت ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کتنے درہم ہیں اور نہ ہی میں نے انہیں خبر دی، پھر آنحضرت ﷺ نے جناب بلال کو بلایا اور کچھ درہم ان کو دے کر فرمایا: اس سے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لیے عطر خرید کر لاؤ، پھر آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بھر کر درہم اٹھائے اور حضرت ابوبکر کو دے کر فرمایا: اس سے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لیے کپڑے اور ضروری سامان خرید لاؤ اور جناب عمار یاسر اور بعض دوسرے اصحاب کو بھی ان کے ساتھ روانہ کیا، وہ سب لوگ بازار گئے لیکن وہ جو بھی مناسب چیز دیکھتے، اس وقت تک نہ خریدتے جب تک حضرت ابوبکر کو نہ دکھا دیں، پس اگر وہ اسے مناسب سمجھتے تو خرید لیتے۔ پس جو چیزیں انہوں نے خریدیں، ان میں سات درہم کی ایک قمیص، چار درہم کا مقنعہ، ایک سیاہ خیبری چادر، ایک کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چارپائی، دو عدد گدے، جن میں سے ایک کھجور کے پتوں اور دوسرا بھیڑ کے بالوں سے

بھرا ہوا تھا، چار عدد تکیے، جو گوسفند کے چمڑے سے بنے اواذخر نامی خوشبودار گھاس سے بھرے ہوئے تھے، ایک عدد چٹائی، ایک عدد ہاتھ کی چکی، ایک عدد تانبے کا پیالہ، چمڑے سے بنی پانی کی ایک مشک، کپڑے دھونے کا ایک برتن، دودھ پینے کا ایک پیالہ، پانی پینے کا ایک برتن، ایک ریشمی پردہ، ایک عدد لوٹا، ایک مٹی کی صراحی، بچھانے کے لیے ایک چمڑے کا ٹکڑا، دو عدد کوزے اور ایک عباء شامل تھی۔

جب وہ تمام چیزیں خرید چکے تو بعض چیزوں کو حضرت ابوبکرؓ نے اور باقی چیزوں کو دوسرے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اٹھا لیا اور جب انہوں نے یہ سامان حضرت رسول خداﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آنحضرتﷺ نے اپنے دست مبارک میں اٹھا کر دیکھتے ہوئے فرمایا: اللہ اہل بیت علیہم السلام کے لیے (ان سب چیزوں کو) مبارک قرار دے۔

اس حدیث شریف سے چند مطالب استفادہ کئے جا سکتے ہیں:

۱۔ پیغمبر اکرمﷺ نے حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو اس وقت کی ضروریات زندگی کی تمام چیزیں جہیز میں دیں، لیکن جو چیز قابل توجہ ہے وہ یہ کہ آپﷺ نے سادگی کا خیال رکھا اور جہیز کی خریداری کے لیے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا جو بازار سے ان چیزوں کی خریداری میں مہارت رکھتا تھا، کیونکہ جہیز کے سامان کی خریداری واقعتاً ایک سخت کام ہے، جو ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔

۲۔ اس حدیث مبارکہ کے مطابق پیغمبر اکرمﷺ نے جہیز فراہم کرنے کے لیے جو طریقہ اپنایا، وہ پوری امت مسلمہ کے لیے نمونہ عمل ہے، آپﷺ نے جہیز کی خریداری کے لیے خود اپنے ہونے والے داماد، حضرت علیؑ سے رقم لی اور تمام جہیز کا سامان اسی رقم سے مہیا فرمایا، آپﷺ کا یہ عمل یقیناً گزشتہ ادوار سے جاری جہیز کے رسم ورواج پر خط بطلان کھینچتا ہے اور اگر آنحضرتﷺ کی اس سیرت طیبہ پر عمل کیا جائے تو معاشرہ سے جہیز کی لعنت ختم ہو سکتی ہے۔

۳۔ پیغمبر اکرمﷺ نے جہیز کی خریداری میں حضرت علیؑ کی مالی حیثیت کا بھی لحاظ رکھا اور جتنی رقم انہوں نے آسانی سے فراہم کی، آپﷺ نے اسی سے جہیز کا سامان مہیا فرمایا۔

مجریہ ایکٹ ۱۹۷۶ء کے تحت جہیز میں ترمیمات

۱۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جہیز وتحائف دلہن (پابندی) ایکٹ ۱۹۷۶ء کا نفاذ کرتے وقت، اسے فی

☆البلاء یقرب بینك وبین الله ویعلمك الدعاء ویذهب عنك الكبر والعجب والفخر.☆

الفور پورے پاکستان میں نافذ کیا،بعدازاں جناب جنرل ضیاء الحق نے ۱۹۸۰ء میں ترمیمی آرڈیننس سے کچھ ترامیم کیں۔پھر حکومت پنجاب نے ۲۰۰۳ء میں پنجاب میں شادی کی تقاریب پر فضول اخراجات اور بے جا نمود ونمائش پر پابندی عائد کردی۔

۲۔جہیز سے مراد ایسی اشیاء ہیں جو شادی کے موقع پر یا قبل یا بعد میں خواہ بلاواسطہ یا بالواسطہ دلہن کو اس کے والدین کی جانب سے دی گئی ہوں،لیکن اس میں وہ اشیاء شامل نہیں ہیں جو دلہن نے قانون وراثت کے تحت یا قانون جانشینی کے تحت مابعد حاصل کی ہوں ۔جیسے سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کو ہبہ شدہ باغ فدک۔

تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء میں دی گئی تعریف قابل ستائش ہے،جس میں ایسی اشیائے ملکیت جو قابل انتقال یا نا قابل انتقال (املاک) ہیں،جس میں وہ تحفہ جات،کاغذات ،وثیقہ جات بھی شامل ہیں ،جو قانون جانشینی یا قانون وراثت کے تحت کسی مرد وزن کا حق ہوں۔

۳۔تحائف میں ادا کردہ اشیاء جن کی قیمت پانچ ہزار روپے سے زائد ہو قابل ضبطگی سمجھی جائیں گی،لیکن اس میں دولہا یا دلہن کو دیئے گئے تحائف اور نقد رقم شامل نہ ہوں گی۔

۴۔تمام اشیاء جو دلہن کو بطور جہیز یا تحائف دی گئی ہوں ،وہ دلہن کی مکمل ملکیت ہوں گی اور وہ کسی پابندی سے مشروط نہیں ہوں گی۔

۵۔جہیز کی نمائش پر پابندی ہوگی۔جس کی قیمت مع شادی اخراجات بعداز ترمیم ،ایک لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہوگی۔

۶۔جہیز وغیرہ میں دی گئی اشیاء کی فہرست مرتب کی جائے گی ، جو نکاح رجسٹرار علیحدہ درج کریگا۔اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو قابل سزا ہوگا۔

عدالتی فیصلہ جات judgments of High Court

(۱)عدالتہائے عالیہ نے قرار دیا کہ دولہا شب زفاف یا بعد میں جو تحفہ اپنی دلہن کو دے گا وہ خاوند کی طرف سے تحفہ ہی سمجھا جائے گا ،چونکہ تحفہ واپس نہیں لیا جاتا ،اس لیے اس کا زبردستی چھین لینا،خلاف قانون اور مستوجب سزا ٹھہرایا جائے گا۔کیونکہ ملکیت جب منتقل ہو جائے تو اس کی تنسیخ نہیں کی جاسکتی ۔8

(۲) قرار دیا گیا عدالت عظمی اس شخص کی اپیل کو خارج کرتی ہے جو عدالت کو بتانے سے محروم ہے کہ

جہیز میں اس کی کون کونسی جائیداد بحق بیوی دی گئی تھی۔۹

(۳) قرار دیا گیا کہ اگر کوئی جائیداد خاوند نے اپنی بیوی کو نکاح نامہ میں لکھ کر دی ہے یا کوئی دستاویز تیار کی ہے تو وہ براہ راست اس کی بیوی کی ملکیت میں نہیں دی جاسکتی، لہذا اسے رجسٹریشن ایکٹ کی دفعہ (۱۷) اور دفعہ (۴۹) کے مطابق ہی عطا کیا جاسکتا ہے۔ اس کے برعکس عدالتہائے عالیہ نے قرار دیا کہ دستاویزات یا نکاح نامہ میں جس جائیداد کے بارے میں لکھا گیا ہے، وہ بیوی کی ہی ہے، ۱۰ جس کے لیے رجسٹریشن ایکٹ میں کوئی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ نکاح نامہ ایک مکمل قانونی دستاویز ہے۔۱۱

جہیز کی ملکیت:

لڑکی (دلہن) کو اس کے خاندان والوں کی طرف سے جہیز میں دیا جانے والا سامان لڑکی کی ملکیت شمار ہوتا ہے اور طلاق (یا شوہر سے جدائی) کی صورت میں قابل واپسی ہے۔۱۲

ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا بیان:

"وروی عبدالرحمن بن الحجاج الصحیح عن الصادق علیه السلام انه قال المتاع متاع المراة الاان یقیم الرجل البینة قدعلم من بین لابتیهایعنی بین جبلی من ان المراة تزف الی بیت زوجها ولها الجهاز والمتاع" ۱۳۔

ترجمہ: جناب عبدالرحمٰن بن حجاجؒ ایک صحیح روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: تمام (جہیز کا) سامان عورت کی ملکیت ہے، مگر یہ کہ مرد بینہ (دو عادل گواہ) پیش کرے (کہ یہ میرا سامان ہے)، بہ تحقیق منیٰ کے دو پہاڑوں کے درمیان رہنے والے جانتے تھے کہ یقیناً عورت اپنے شوہر کے گھر جہیز لے کر جاتی ہے اور جہیز کا یہ تمام سامان اسی کی ملکیت ہوتا ہے۔

وضاحت: جہیز کے حوالہ سے ہر قوم و قبیلہ اور مختلف ممالک میں علیحدہ علیحدہ رسم و رواج پائے جاتے ہیں، جیسے برصغیر میں یہ ہندوانہ رسم، رواج پا چکی ہے کہ جہیز کا سارا سامان لڑکی (دلہن) کے خاندان والوں کے ذمہ ہوتا ہے، جبکہ کچھ ممالک جیسے ایران میں یہ رسم ہے کہ جہیز کے سامان کی خریداری میں دولہا یا اس کے خاندان والے بھی اپنا حصہ شامل کرتے ہیں، تاکہ جہیز کا سارا بوجھ لڑکی والوں پر نہ

پڑے، البتہ یہ بات تو مسلمہ حقیقت ہے کہ جہیز کے معاملہ میں لڑکی والے اپنی حیثیت کے مطابق اور بعض دفعہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر ہی دیتے ہیں، تمام مسلمانوں نیز تمام علماء وفقہائے مسلمین کی بھی یہی سیرت رہی ہے کہ وہ لڑکی کی شادی کے وقت عرف اور اپنی حیثیت کے مطابق ضروری سامان (زیورات، کپڑے اور گھریلو سامان) جہیز کے عنوان سے اسے دیتے ہیں اور یہ چیزیں لڑکی کے لیے اس کے خاندان والوں کی طرف سے ایک طرح کا ہدیہ شمار ہوتی ہیں اور زمانہ جاہلیت کے برخلاف اسے وراثت سے بھی محروم نہیں کیا جاتا ہے۔

تبصرہ: فقہائے امامیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بچی کی شادی کے لیے ایک دفعہ میں جہیز مہیا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا وہاں کی رسم یہی ہو کہ بچی کے لیے چند سالوں میں جہیز تیار کیا جاتا ہو، تو جتنے سال جہیز کی تیاری میں لگ جائیں، جہیز کے سامان پر خمس واجب نہیں ہوگا، بلکہ دوران سال خریدا گیا جہیز کا سامان، سال کے اخراجات سے شمار ہوگا۔[۱۴]

نیز بعض علماء قائل ہیں کہ اگر کسی عرف میں جہیز کا سامان تیار نہ کرنے پر لڑکی (دلہن) کی عیب جوئی وسرزنش کی جائے، تو اس صورت میں جہیز کا دینا واجب اور ضروری ہے[۱۵]

فقہاء محدثین اہل سنت کی رائے

جہیز کا سامان چاہے شادی سے پہلے تیار کیا گیا ہو یا شادی کے موقع پر مہیا کیا جائے یا جس عنوان سے بھی لڑکی (دلہن) کو دیا جائے، عرفاً وہ اسی کی ملکیت شمار ہوتا ہے، لہذا والدین اور عزیز و اقارب نے جو جہیز کا سامان دیا تھا وہ بھی دوبارہ حق رجوع نہیں رکھتے اور کسی بھی دوسرے کو اس میں حق تصرف حاصل نہیں، مگر یہ کہ لڑکی اس بات پر راضی ہو یا عرف میں ایسا سمجھا جائے۔[۱۶]

جہیز زوجہ کی ملکیت ہے:

اگر باپ بیٹی یا میاں بیوی کے درمیان جہیز کی ملکیت کے بارے میں اختلاف ہو جائے اور دونوں جہیز کے سامان کی ملکیت کے دعویدار ہوں، تو مدعی، بینہ قائم کرے گا، بصورت دیگر منکر قسم کھائے گا۔[۱۷]

وضاحت: اگر میاں بیوی کے درمیان اختلاف ہو جائے اور شوہر مدعی ہو کہ گھر کا سامان میری ملکیت ہے، جبکہ بیوی اس بات کی منکر ہو، تو اگر شوہر بینہ (شہادت پیش کرے) قائم کردے، تو اس کی بات قبول کی جائے گی، وگرنہ قسم کے ساتھ زوجہ کی بات قبول کی جائے گی، لیکن اگر ان میں سے کسی کے

پاس بینہ نہ ہواور کوئی ایک قسم بھی نہ کھائے،تو جو سامان عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے وہ عورت کااور جو سامان مردوں کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے،وہ مرد کاہوگااور مشترکہ سامان دونوں کے درمیان مساوی طور پر تقسیم کردیا جائے گا،نیز اسی طرح اگر باپ اور بیٹی کے درمیان جہیز کی ملکیت یا عاریہ ہونے کے حوالے سے اختلاف ہوتو مدعی بینہ لائے گااور منکر قسم کھائے گا۔[۱۸]

ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا بیان

۱۔"عن جعفربن محمدعلیه السلام انه قال:فی الرجل والمراة یتداعیان متاع البیت قال:ان کانت لواحدمنهما بینةعلیه فهواحق به من الذی لابینةله وان لم تکن بینهما بینة تحالفافایهما حلف ونکل صاحبه عن الیمین فهواحق به فان حلفا جمیعا اونکلاکان للرجل مالالرجال ممایعرف بهم وللمراةماللنساء والوارث یقوم مقام المیت منهما فی ذلک،،[۱۹]

ترجمہ:حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایسے مرد اور عورت کے بارے میں جو دونوں گھر کے سامان (جہیز) کی ملکیت کے دعویدار تھے،فرمایا:اگران دونوں میں سے کوئی ایک اپنے مدعا پر بینہ (گواہان) لے آئے تو وہ اس شخص کی نسبت جس کے پاس بینہ نہیں ،اس چیز کا حقدار ہے اوراگر دونوں کے پاس بینہ نہ ہوں تو وہ دونوں قسم کھائیں گے،پس ان میں سے جس کسی نے قسم کھائی اور دوسرے نے قسم کھانے سے انکار کیا،تو قسم کھانے والا دوسرے کی نسبت ،اس چیز کا زیادہ حقدار ہے اوراگر دونوں نے قسم کھالی یادونوں ہی نے قسم کھانے سے انکار کیا،تو جو چیز عرف کے نزدیک مردوں کے لیے مخصوص ہے ،وہ مرد کے لیے اور جو عورتوں کے لیے مخصوص ہے،وہ عورت کے لیے ہوگی اور دونوں کا وارث اس مسئلہ میں مرنے والے کا قائم مقام ہوگا۔

۲۔"عن رفاعة النخاس عن ابی عبدالله علیه السلام قال:اذاطلق الرجل امراته وفی بیتهامتاع فادعت ان المتاع لها وادعی الرجل ان المتاع له،کان له ماللرجال ولها ماللنساء ومایکون للرجال والنساء قسم بینهما،[۲۰]

ترجمہ:جناب رفاعہ النخاس"حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے اور اس کے گھر میں سامان ہو پس عورت یہ ادعا کرے

کہ سامان اس کا ہے اور مرد مدعی ہو کہ سامان اس کی ملکیت ہے، تو جو سامان مردوں کے مخصوص ہوتا ہے وہ مرد کا اور جو عورتوں کے لیے ہوتا ہے، وہ عورت کا ہوگا اور جو مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے مشترک ہو وہ ان دونوں کے درمیان مساوی تقسیم کر دیا جائے گا۔

۳۔''عن یونس بن یعقوب عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی امراۃ تموت قبل الرجل اورجل قبل المراۃ قال: ماکان من متاع النساء فھو للمراۃ وماکان من متاع الرجال والنساء فھو بینھما ومن استولی علی شیء منہ فھو لہ،،[۲۱]

ترجمہ: جناب یونس بن یعقوبؒ حضرت امام صادق علیہ السلام سے ایک ایسی عورت کے بارے میں جو اپنے شوہر سے پہلے فوت ہو جائے یا اسے مرد کے بارے میں جو اپنی بیوی سے پہلے فوت ہو جائے، روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: جو چیزیں خواتین کے ساتھ مخصوص ہیں وہ عورت کے لیے اور جو سامان مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہو تو وہ ان دونوں کے درمیان مساوی تقسیم ہوگا اور جو چیز ان میں سے کسی ایک کے زیر استعمال ہو تو وہ چیز اسی کی ہوگی۔

۴۔''وروی عبدالرحمن بن الحجاج فی الصحیح عن الصادق علیہ السلام انہ قال: المتاع متاع المراۃ الاان یقیم الرجل البینۃقدعلم من بین لابتیھایعنی بین جبلی من ان المراۃ تزف الی بیت زوجھا ولھا الجھازو المتاع،،[۲۲]

ترجمہ: جناب عبدالرحمٰن بن حجاجؒ ایک صحیح روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امام علیہ لسلام نے فرمایا: تمام (جہیز کا) سامان عورت کی ملکیت ہے، مگر یہ کہ مرد بینہ (دو عادل گواہ) پیش کرے (کہ یہ میرا سامان ہے)، بہ تحقیق منی کے دو پہاڑوں کے درمیان رہنے والے جانتے تھے کہ یقیناً عورت اپنے شوہر کے گھر جہیز لے کر جاتی ہے اور جہیز کا یہ تمام سامان اسی کی ملکیت ہوتا ہے۔

۵۔''محمدبن علی بن الحسین قال: قال رسول اللہ ﷺ: البینۃعلی المدعی و الیمین علی المدعی علیہ والصلح جائزبین المسلمین الاصلحا احل حراما اوحرم حلالا،،[۲۳]

ترجمہ: جناب محمد بن علی بن حسینؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مدعی پر بینہ (گواہی) قائم کرنا اور (اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے) تو منکر (مدعی علیہ) پر قسم کھانا ہے اور مسلمانوں کے

درمیان صلح کرانا جائز (اوراچھافعل) ہے،مگرایسی صلح ،جوکسی حرام کوحلال یاحلال کوحرام قرار دے (تو جائز نہیں ہے)۔

فقہاء ومحدثین اہل سنت کی رائے

جہیز کے متعلق باپ بیٹی یامیاں بیوی کے درمیان ملکیت یاتصرف کے حوالہ سے اختلاف ہوجائے،تومدعی سے بینہ طلب کی جائے گی،اگربطور بینہ تحریر یاگواہ پیش کردیئے کہ میں نے یہ مال بیٹی کوعاریہ کےطور پردیا تھاتواس کی بات قبول کی جائے گی ،وگرنہ بیٹی کی بات کوقبول کیاجائے گا۔اس کے علاوہ عرف کوبھی مدنظر رکھاجائے گا کہ عرف میں جہیز کوکس عنوان سے دیاجاتا ہے۔[۲۴]

جہیز میں اضافہ

جہیز کے سامان میں واقع ہونے والی نشوونما،عین کے تابع اوردلہن کی ملکیت شمار ہوگی،لہذا کسی کواس کی اجازت کے بغیرتصرف کاحق حاصل نہیں،مگر یہ کہ عرف اس بات کامتقاضی ہواوراگرکوئی دلہن کی اجازت کے بغیرتصرف کرےاوروہ چیزتلف ہوجائے،توتلف کرنے والاضامن ہوگا۔[۲۵]

وضاحت: جوچیزیں دلہن کوبطور جہیز دی جاتی ہیں اگران کی قیمت میں اضافہ ہوجائے یاان میں نشوونما اورافزائش پیداہوجائے،مثلاً گائے،بھینس،بھیڑاوربکری وغیرہ بہ عنوان جہیز دی گئی ہوں اوران کی قیمت بڑھ جائے یاوہ بچہ جنیں،توماں اور بچہ دونوں دلہن کی ملکیت ہوں گے،لہذااگرکوئی اس کی اجازت کے بغیرتصرف کرےاوروہ تلف ہوجائیں،توتلف کرنے والاضامن ہوگااورمثلی چیزمیں اس کی مثل اورقیمی چیزمیں اس کی قیمت اداکرے گا۔

فقہاء ومحدثین اہل سنت کی رائے

دلہن کوبہ عنوان جہیز دیاجانے والاسامان،اس کی ملکیت ہے اورکوئی بھی بغیراجازت اس میں تصرف کاحق نہیں رکھتا۔[۲۶]

جہیز کا مطالبہ

دولہایااس کے خاندان والوں کودلہن یااس کے اہل خانہ سے جہیز کے مطالبہ کاحق نہیں ہے، اسی طرح جہیز دینے کے بعددلہن سےاس کے واپس لینے کابھی کسی کوحق نہیں ہے۔[۲۷]

☆تفکر فیمن سبقوک فی مسیرۃ الحیاۃ ممن عزل وحبس وقتل وامتحن وابتلی ونکب وصودر.☆

فقہاء امامیہ کے نزدیک ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا بیان

وہ چیزیں جو مرد کی طرف سے عورت کا جہیز تیار کرنے کے لیے بطور ہدیہ دی جاتی ہیں، طلاق یا عورت کی موت کے وقت، اگر اسی طرح باقی ہوں تو مرد واپس لے سکتا ہے، لیکن اگر اسی حالت میں موجود نہ ہوں تو مرد کے پاس حق رجوع نہیں ہے۔۲۸ البتہ اقوی یہ ہے کہ اگرچہ میاں بیوی کا شمار قریبی عزیزوں میں نہیں ہوتا، لیکن اگر وہ ایک دوسرے کو کوئی چیز ہبہ کریں تو احتیاط یہ ہے کہ واپس نہ لیں۔۲۹

وضاحت: جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے کہ جہیز دینا شرعاً لڑکی والوں ہی کی ذمہ داری نہیں ہے، بلکہ یہ ہر علاقہ کے رسم ورواج کا حصہ ہے اور لڑکی والے اپنی حیثیت سے زیادہ ہی دینے کی کوشش کرتے ہیں، لہذا لڑکے والوں کے لیے سزاوار نہیں ہے کہ وہ جہیز کا مطالبہ کریں، دوسری طرف یہ چیز تو سیرت نبی کریم ﷺ کے بھی کاملا برخلاف ہے، بلکہ بعض ممالک میں تو جہیز کا مطالبہ کرنا قانوناً جرم شمار ہوتا ہے۔

زوجہ کی موت

بیوی کی موت کی صورت میں اس کا مہر اور جہیز کا باقیماندہ سامان، اس کے ترکہ میں شمار کرتے ہوئے عورت کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا، البتہ ورثاء میں خود شوہر بھی تینوں طبقات میں شامل ہوگا۔۳۰

فقہاء ومحدثین اہل سنت کی رائے

اگر کسی عورت کی موت واقع ہو جائے اور وراثت میں باقی اموال کے ساتھ مہر یہ اور جہیز بھی چھوڑ جائے، تو یہ چیزیں باقی اموال کی طرح تقسیم کی جائیں گی اور تمام وارثوں کو ان کا سہم دیا جائے گا۔۳۱

رفیق المناسک مع الفضائل والرقائق

حج وعمرہ کے قدیم وجدید مسائل کا احاطہ کرنے والی، نئے انداز کی کتاب

حج وعمرہ کے مسائل وفضائل .... تالیف مفتی محمد رفیق الحسنی

ناشر: جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستانِ جوہر بلاک ۱۵ کراچی

حواشی

۱۔معارف ومعاریف دائرۃ المعارف جامع اسلامی ،سید مصطفی حسینی دشتی ، ج ۲،ص ۷۶۰،(مادہ جھز)طبع اول ۱۳۸۵ش،مؤسسہ فرہنگی آرایہ،تہران،ایران.المنجد (عربی۔اردو)ص ۱۷۳(مادہ جھز)
.قاموس قرآن ،سیدعلی اکبرقرشی ،ج ۲،ص ۸۰،طبع ششم۱۴۱۲ھ ق،دارالکتب اسلامیہ تہران،ایران
مفردات قرآن ،ابوالقاسم حسین بن محمد (راغب اصفہانی)(متوفی ۵۰۲ھ ق)،ص ۱۲۹(مادہ جھز)
،طبع دوم۱۴۰۴ھ ق،دفترنشرالکتاب،قم،ایران.المنجد (عربی۔فارسی) محمد بندرریگی،ج ۱،ص ۲۲۶(مادہ جہاز)
طبع دوم،انتشارات ایران،تہران،ایران.فرہنگ عمید،حسن عمید،ص ۳۸۸،(مادہ جہاز)،طبع دوازدہم ۱۳۴۲ش،مؤسسہ انتشارات امیر کبیر،تہران،ایران.فرہنگ لغات واصطلاحات
فقہی،ڈاکٹرسید محمد حسینی،ص ۱۶۹(مادہ جہاز)،طبع سوم ۱۳۸۹ش،انتشارات صداوسیمای جمہوری اسلامی ایران،سروش،تہران،ایران

۲۔سورہ یوسف،آیت ۷۰

۳۔فرہنگ فقہ مطابق مذہب اہل بیتعلیہم السلام،گروہ محققین،زیرنظرسید محمود ہاشمی الشاہرودی،ج ۳،ص ۱۵۸،طبع اول ۱۴۲۶ھ ق،مؤسسہ دائرۃ المعارف فقہ اسلامی برمذہب اہل بیت علیہ السلام،قم،ایران

۴۔حقوق مدنی،ڈاکٹرسید حسن امامی ج ۴،ص ۴۵۸،طبع ہیجدہم،۱۳۸۴ش،انتشارات اسلامیہ،ایران

۵۔حقوق مدنی،ڈاکٹرسید حسن امامی ج ۴،ص ۵۲۷۔۵۲۸

۶۔بحارالانوار،علامہ محمد باقر المجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ھ ق)،ج ۴۳،ص ۹۴،باب ۵(باب تزویج فاطمہسلام اللہ علیہا)،(۴۴ جلدی)،تحقیق :محمد الباقر البھبودی طبع دوم۱۴۰۴ھ ق،مؤسسۃ الوفاء ،بیروت،لبنان.الامالی،ابوجعفرمحمد بن الحسن (الشیخ الطوسیؒ)(متوفی ۴۶۰ھ ق)،ص ۴۰(المجلس الثانی)،حدیث ۴۵،طبع اول ۱۴۱۴ھ ق،تحقیقات اسلامی مؤسسہ بعثت،دارالثقافہ،قم،ایران

۷۔علماء عامہ نے بھی حضرت فاطمہ زہراسلام اللہ علیہا کے جہیز کے بارے میں مختلف الفاظ کے ساتھ بہت سی کتابوں میں مختلف راویوں سے اس واقعہ کونقل کیا ہے جیسے :سنن ابن ماجہ (کتاب نکاح)،ص ۱۳۹.طبقات ابن سعد،ج ۸،ص ۱۵۔۱۳.مسند احمد بن حنبل،ج ۱،ص ۱۰۸،۱۰۴،۹۳،۸۴.مستدرک حاکم نیشاپوری ،ج ۲،ص ۱۸۵.الریاض النضرۃ فیمناقب العشر،ابوجعفرالشہیر بالمحب الطبری

،ج ۲،ص ۱۸۰،الطبع الثانی ۱۳۷۲ھ ق=۱۹۵۳ء، دارالتالیف ،مصر.کنز العمال متقی ہندی، ج ۷، ص ۱۱۳اور مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، حافظ بدرالدین علی بن ابی بکرالہیثمی (متوفی ۸۰۷ھ ق)، ج ۹ص ۲۰۵، تاریخ اشاعت: ۱۴۰۲ھ ق=۱۹۸۵ء، دارالکتاب العربی، بیروت، لبنان وغیرہ .بہ نقل از فضائل الخمسہ من صحاح الستہ ،السید مرتضی حسینی الفیروزآبادیؒ ،ج ۲،ص ۱۳۵،طبع دوم ۱۴۰۸ھ ق، دارالکتب الاسلامیہ، تہران، ایران

۸۔این ایل آر ۱۹۸۹ء، صفحہ ۸۵۹، سی ایل سی ۱۹۹۱ء، صفحہ ۱۶۹۶

۹۔ایس سی ایم آر ۲۰۰۸ء، صفحہ ۱۳۸۴

۱۰۔پی ایل ڈی ۱۹۹۷ء، صفحہ ۴۱۷،لاہور ہائیکورٹ۔وائی ایل آر ۲۰۰۳ء، صفحہ ۲۵۰

۱۱۔پی ایل جے ۱۹۷۶ء، صفحہ ۱۱۶،لاہور ہائیکورٹ

۱۲۔مجمع المسائل، السید محمد رضا الموسوی الگلپایگان (متوفی ۱۴۱۴ھ ق)، ج ۱ص ۵۶۱، ج ۲،ص ۱۳۲،طبع سوم ۱۴۱۲ھ ق، دارالقرآن الکریم، قم، ایران. الفردوس الاعلی، محمد حسین بن علی بن محمد رضا النجفیؒ (کاشف الغطاءؒ) (متوفی ۱۳۷۳ھ ق)،ص ۱۰۰، شارح: شہید سید محمد علی قاضی طباطبائی (متوفی ۱۳۹۹ھ ق)، طبع اول ۱۴۲۶ھ ق، دارانوارالہدی، قم، ایران. فرہنگ فقہ مطابق مذہب اہل بیت علیہم السلام ،گروہ محققین، زیرنظر سید محمود ہاشمی الشاہرودی، ج ۳،ص ۱۵۸. کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ومذہب اہل البیت علیہ السلام، عبدالرحمٰن الجزیری، السید محمد غروی، یاسر مازح، ج ۴،ص ۲۳۹، طبع اول ۱۴۱۹ھ ق، دارالثقلین، بیروت، لبنان

۱۳۔عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ، الشیخ محمد بن علی بن ابراہیم الاحسائی (ابن ابی الجمہورؒ) (متوفی ۸۸۰ھ ق)، ج ۲،ص ۳۴۵،حدیث ۱۳،طبع اول ۱۴۰۵ھ ق، دارسیدالشہداءللنشر، قم، ایران

۱۴۔تحریرالوسیلہ، السید روح اللہ الموسوی الخمینیؒ (متوفی ۱۴۰۹ھ ق)، ج ۱،ص ۳۵۹۔۳۶۰، مسئلہ ۱۷ (فیما یجب فیہ الخمس)، طبع اول ۱۴۰۳ھ ق=۱۹۸۲ء، منشورات دارالانوار، بیروت، لبنان. توضیح المسائل ۱۳مراجع، ج ۲،ص ۲۴۔۲۱، تہیہ کنندہ: سید محمد حسن بنی ہاشمی خمینی، دفتر انتشارات اسلامی وابستہ بہ جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم، ایران. جامع المسائل، الشیخ محمد فاضل اللنکرانی (متوفی ۱۴۲۸ھ ق)، ج ۱،ص ۱۸۷،طبع یازدہم، انتشارات امرقلم، قم، ایران. استفتاءات (بہجت)، محمد تقی بہجت گیلانی فومنیؒ (متوفی ۱۴۳۰ھ ق)، طبع اول، دفتر معظم لہ، قم، ایران. معارف واحکام بانوان، حسین علی منتظری نجف آبادی (متوفی ۱۴۳۱ھ ق)، ص ۱۲۶، طبع دوم ۱۴۲۷ھ ق، انتشارات مبارک، قم، ایران

۱۵۔التعلیقۃ الاستدلالیۃ علی تحریرالوسیلہ، تجلیل ابوطالب التبریزیؒ (متوفی ۱۴۲۹ھ ق)، ص ۲۹۵، مسئلہ

۱۷،طبع اول ۱۴۲۱ھ ق،ناشر مؤسسۃ تنظیم ونشر آثار امام خمینیؒ تہران،ایران
۱۶۔الفقہ علی المذاہب الاربعہ،عبدالرحمٰن الجزیری،ج۴،ص۱۷۴۔۱۸۰،طبع ہفتم ۱۴۰۶ھ ق،داراحیاء التراث العربی،بیروت،لبنان
۱۷۔الخلاف،ابوجعفرمحمد بن الحسن (الشیخ الطوسیؒ)(متوفی ۴۶۰ھ ق)،ج۶،ص۳۵۲،مسئلہ ۲۷،تحقیق :سیدعلی الخراسانی،طبع اولی ۱۴۱۷ھ ق،مؤسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین قم،ایران۔المہذب ،القاضی عبدالعزیز بن البراج الطرابلسیؒ (متوفی ۴۸۱ھ ق)،ج۲، ص۵۷۹، تاریخ اشاعت :۱۴۰۶ھ ق،مؤسسۃ النشر الاسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفہ،ایران۔السرائر،ابوجعفرمحمد بن منصور بن احمد بن ادریس الحلیؒ(متوفی ۵۹۸ھ ق)،ج۲،ص۱۹۳،طبع دوم ۱۴۱۰ھ ق،مؤسسۃ نشر اسلامی،قم،ایران
۱۸۔اموال ومالکیت ،ڈاکٹر ناصر کاتوزیان،ص۲۰۹۔۲۱۰،طبع ۳۷،پائیز ۱۳۹۱ شمسی ،بنیاد حقوقی میزان،تہران ،ایران۔الاحوال الشخصیۃ علی المذاہب الخمسۃ،محمد جوادمغنیہؒ (متوفی ۱۴۰۰ھ ق)،ص۲۷،طبع اول ۱۹۶۴ء،دارالعلم للملایین،بیروت،لبنان
۱۹۔مستدرک الوسائل ،المیرزا حسین النوری(متوفی ۱۳۲۰ھ ق)،ج۱۷،ص۱۹۷،باب ۵ (باب حکم اختلاف الزوجین اوورثتہما فی متاع البیت)،حدیث ۱(۲۱۱۳۱)،طبع اول ۱۴۰۸ھ ق=۱۹۸۸ء،مؤسسۃ آل البیت علیہ السلام،بیروت،لبنان
۲۰۔تہذیب الاحکام فی شرح المقنعۃ للشیخ المفیدؒ،ابوجعفرمحمد بن الحسن (الشیخ الطوسیؒ)(متوفی ۴۶۰ھ ق)،ج۶،ص۲۹۴،حدیث ۲۵(۸۱۸)،باب۹۲(ازابواب من الزیادات فی القضایاوالاحکام)،تحقیق وتعلیق:السیدحسن الموسوی الخرسان،طبع چہارم،۱۳۶۵ش،دارالکتب الاسلامیہ،تہران،ایران
۲۱۔وسائل الشیعہ،الشیخ محمد بن الحسن الحرالعاملیؒ(متوفی ۱۱۰۴ھ ق)،ج۲۶،ص۲۱۶،باب۸،حدیث۳(۳۲۵۷)
۲۲۔عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاحادیث الدینیۃ،الشیخ محمد بن علی بن ابراہیم الاحسائی (ابن ابی الجمہورؒ)،ج۲،ص۳۴۵،حدیث ۱۳
۲۳۔وسائل الشیعہ،الشیخ محمد بن الحسن الحرالعاملیؒ(متوفی ۱۱۰۴ھ ق)،ج۲۷،ص۲۳۴،باب۳(ازابواب کیفیۃ الحکم)،حدیث ۵(۳۳۶۷۰)طبع دوم،۱۴۱۴ھ ق،تحقیق ونشر:مؤسسہ آل البیت علیہ السلام لاحیاء التراث،قم المشرفہ،ایران (اس باب میں بہت سی روایات بیان ہوئی ہیں جن میں یہ قاعدہ کلی "البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر"،بیان ہواہے،اس قاعدے

کو اختلاف کی تمام صورتوں میں جاری کیا جاتا ہے اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے)

۲۴۔فتاوی عالمگیری (جدید اردو)، علماء کی ایک جماعت، مترجم سید امیر علی، ج ۲، ص ۲۲۲، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، پاکستان۔کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ومذہب اہل البیت علیہ السلام، عبدالرحمٰن الجزیری، السید محمد غروری، یاسر مازح، ج ۴، ص ۲۳۷

۲۵۔استفتاء ات، السید روح اللہ الموسوی الخمینیؒ (متوفی ۱۴۰۹ھ ق)، ج ۳، ص ۱۸۹، طبع پنجم ۱۴۲۲ھ ق، دفتر انتشارات اسلامی وابستہ بہ جامعۃ المدرسین حوزہ علمیہ قم، ایران مجمع المسائل، السید محمد رضا الموسوی الگلپایگانی (متوفی ۱۴۱۴ھ ق)، ج ۲، ص ۲۳۴۔۲۳۲، طبع سوم ۱۴۱۲ھ ق، دارالقرآن الکریم قم، ایران فرہنگ فقہ مطابق مذہب اہل بیتعلیہم السلام، جمعی از پژوہشگران، زیر نظر سید محمود ہاشمی الشاہرودی، ج ۳، ص ۱۵۸

۲۶۔الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، عبدلارحمٰن الجزیری، ج ۴، ص ۱۷۹۔۱۷۶

۲۷۔کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ومذہب اہل البیت علیہ السلام، عبدالرحمٰن الجزیری، السید محمد غروی، یاسر مازح، ج ۴، ص ۲۳۷

۲۸۔استفتاء ات، السید روح اللہ الموسوی الخمینیؒ، ج ۳، ص ۱۹۴۔جامع المسائل، الشیخ محمد فاضل لنکرانی (متوفی ۱۴۲۸ھ ق)، ص ۳۷۸، طبع اول ۱۴۲۵ھ ق، انتشارات امیر قم، ایران

۲۹۔تحریر الوسیلہ، السید روح اللہ الموسوی الخمینیؒ، ج ۲، ص ۵۸، مسئلہ ۸۔منہاج الصالحین، السید علی حسینی السیستانی، ج ۲، ص ۴۰۹، مسئلہ ۱۳۲۱، طبع اول ۱۴۱۶ھ ق، مکتب آیۃ اللہ العظمی السید السیستانی قم، ایران۔مہذب الاحکام فی بیان الحلال والحرام، السید عبدالاعلی الموسوی السبزواریؒ (متوفی ۱۴۱۴ھ ق)، ج ۲۱، ص ۲۶۶ تا ۲۶۸، مسئلہ ۱۸، طبع چہارم ۱۴۱۳ھ ق، مکتب آیۃ اللہ العظمی السید السبزواریؒ۔ہدایۃ العباد، السید محمد رضا الموسوی الگلپایگانی (متوفی ۱۴۱۴ھ ق)، ج ۲، ص ۱۳۵، مسئلہ ۴۳۸، جمادی الثانی ۱۴۱۷، ق، دارالقرآن الکریم قم، ایران

۳۰۔الفردوس الاعلی محمد حسین بن علی بن محمد رضا النجفیؒ (کاشف الغطاءؒ)، ص ۱۰۰۔جامع المسائل، الشیخ محمد فاضل لنکرانی، ج ۱، ص ۵۱۰، مسئلہ ۱۸۲۴۔استفتاء ات جدید، ناصر مکارم شیرازی، ج ۲، ص ۳۷۵، مسئلہ ۱۰۶، طبع چہارم ۱۳۸۲ش، انتشارات امام علی بن ابی طالب قم، ایران

۳۱۔الفقہ علی المذاہب الاربعہ، عبدالرحمٰن الجزیری، ج ۴، ص ۱۷۶